نمبر ۳۴ — قادیان دارالامان ۱۱ ستمبر ۱۹۰۳ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ بروز جمعہ — جلد ۲

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

رویا

۲۴ - اگست ۱۹۰۳ء کو حضرۃ اقدس نے ایک رویا بوقت عصر سنایا مگر غلطی سے درج اخبار ہونے سے رہ گیا اس لئے اب درج کیا جاتا ہے۔

فرمایا - کہ مین نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے بار بار ہٹانے سے باز نہین آتی تو آخر مین نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے - پھر بھی باز نہ آئی تو مین نے اُسے گردن سے پکڑ کے اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا بار بار رگڑتا تھا لیکن پھر بھی سر اُٹھاتی جاتی تھی تو آخر مین نے کہا کہ آؤ اُسے پھانسی دیدین +

۲۹ و ۳۰ - اگست ۱۹۰۳ء

کو کوئی ذکر قابل ابلاغ ناظرین نہین ہوا -

۳۱ - اگست ۱۹۰۳ء

مسلمانون کے ادبار کا باعث

اہل اسلام کے ادبار اور ان کے تنزل کا ذکر ہوا فرمایا کہ اس کا باعث خود ان کی شامت اعمال ہے کیونکہ زمین پر کچھ نہین ہوتا جبتک اول آسمان پر نہ ہوے - اکثر لوگ حکام کی سختی اور ظلم کی شکایت کیا کرتے ہین لیکن اگر یہ لوگ خود ظالم نہ ہون تو خدا ان پر کبھی ظالم حاکم مسلط نکرے زمانہ کی حالت کا اندازہ اسی سے کر لو کہ ہم ہزارون روپیہ دینے کو طیار ہین کہ کوئی جماعت آکر یہان رہے - ہم انکی مہمان نوازی کرین اور حتی الوسع ہر ایک قسم کا آرام دیوین اور وہ شرافت سے اپنے شکوک و شبہات پیش کرین اور قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہماری باتین سنین اور پھر سمجھین اور غور کرین کہ جو کچھ عقیدہ اسلام کے متعلق انہون نے اختیار کیا ہوا ہے اس سے کس قدر فساد اور ہتک اسلام کی اور آنحضرت صلعم کی لازم آتی ہے اور عیسائیون کو کس قدر مدد ملتی ہے مگر ان لوگون کو پرواہ نہین ہے گھر بیٹھے ہی دو دو پیسہ کی کتابین بنا کر جو کچھ جھوٹ اور افترا چاہتے ہین لکھدیتے ہین (جب مذہب کے بارہ مین اس قدر بے پرواہی ہو تو کیون انپر ادبار نہ آوے)

اللہ پر ایمان لانے کے معنے

ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف مین جو یہ لکھا ہے کہ خواہ کوئی یہودی ہو خواہ صابی ہو - خواہ کوئی نصرانی ہو تو جو کوئی اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لاوے تو اُسے حزن نہوگا تو اس صورۃ مین اکثر ہندو لوگ بھی اسبات کے مستحق ہین کہ وہ نجات پاوین کیونکہ وہ رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ عمل نہین کرتے اور ان کی تعظیم کرتے ہین +

فرمایا اللہ پر ایمان لانے کے معنے آپ نے کیا سمجھے ہوئے ہین کیا اس کے یہ معنے ہین کہ جو عیسیٰؑ پر ایمان لاوے وہی اللہ پر ایمان لانے والا ہے - اللہ پر ایمان لانے کے یہ معنے ہین کہ اسے اُن تمام صفات سے موصوف مانا جاوے جنکا ذکر قرآن شریف مین ہے مثلاً رب - رحمٰن - رحیم - تمام محامد والا - رسولون کا بھیجنے والا - آنحضرۃ صلعم کو بھیجنے والا اب آپ ہی بتلادین کہ قرآن شریف مین لفظ اللہ کے یہ معنے ہین کہ نہین پھر جو شخص آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتا - قرآن کو نہین مانتا تو اس نے کیا اُس اللہ کو مانا جسے قرآن نے پیش کیا ہے -

جیسے گلاب کے پھول سے خوشبو دور کر دیجاوے تو پھر وہ گلاب کا پھول پھول نہین رہتا اور اُسے پھینکدیتے ہین پس اسیطرح اللہ کو ماننے والا وہی ہوگا جو اُسے اُن صفات کے ساتھ مانے جو قرآن نے بیان کئے ہین +

سائل - لیکن بعض ہندو آنحضرۃ صلعم کی رسالت کا اقرار کرتے ہین اگرچہ برائے نام ہندو ہین اور عمل بھی ہندون کے تو یہان چونکہ لفظ ایمان کا ہے کہ جو ایمان لاوے تو پھر وہ مستحق ہین کہ نہین کہ اُن پر خوف اور حزن نہ ہو -

فرمایا کہ اقرار اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ انسان اُس پر عمل بھی کرے۔ اگر انسان نماز روزہ وغیرہ کا اقرار تو کرتا ہے مگر فعل ایکدن بھی بجا نہیں لاتا تو اس کا نام اقرار نہ ہوگا۔ اگر آپکے ساتھ ایک شخص کئی اقرار کرے کہ مین یہ کرونگا وہ کرون گا لیکن عملی طور پر ایک بھی پورا نکرے تو کیا تم اس کے اقرار کو اقرار کہو گے؟

عذاب کی فلاسفی

سائل۔ چونکہ اسکا اقرار زبان تو ہے اس لئے عذاب مین تو ضرور کچھ رعایت چاہئے

فرمایا۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ دنیا مین جو عذاب ملتے ہین وہ ہمیشہ شوخیون اور شرارتون سے ملتے ہین انبیاؤن اور مامورین کے جسقدر منکر گذرے ہین ان پر عذاب اُسی وقت نازل ہوا جبکہ ان کی شرارت اور شوخی حد سے تجاوز کر گئی۔ اگر وہ لوگ حد سے تجاوز نکرتے تو اصل گھر عذاب کا آخرت ہے ورنہ اس طرح سے دیکھ لو کہ ہزارون کافر ہین جو کہ اپنے کاروبار کرتے ہین اور پھر کفر پر ہی مرتے ہین مگر دنیا مین کوئی عذاب ان کو نہیں ملتا اس کی وجہ یہی ہے کہ مامورمن اللہ کے مقابلے پر اگر شوخی اور شرارت مین حد سے نہین بڑھتے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آخرۃ مین بھی اُن کو عذاب نہ ہوگا۔ دنیاوی عذاب کے لئے ضروری ہے کہ انسان تکذیب مثل استہزا اور ٹھٹھے مین اور ایذا مین حد سے بڑھے اور خدا کی نظر مین ان کا فساد فسق اور ظلم اور آزار نہایت درجہ پر پہونچ گیا ہو اگر ایک کافر مسکین صورت رہیگا اور اس کو خوف دامنگیر ہوگا تو گو وہ اپنی مذہبی ضلالت کی وجہ سے جہنم کے لائق ہے مگر عذاب دنیوی اُس پر نازل نہ ہوگا۔

اگر کفار مکہ چپ چاپ اور اخلاق سے آنحضرۃ صلعم کے پیش آتے تو یہ عذاب اُن کو جو ملا ہرگز نہ ملتا ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرناہا تدمیرا۔ کہ جب کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ الٰہی ہوتا ہے تو اُس وقت ضرور وہان کے لوگ بدکاریون مین حد اعتدال سے نکل جاتے ہین پھر ایک اور جگہ ہے۔ وما کنا مہلکی القرٰی الا واہلہا ظالمون۔ جس سے ثابت ہے کہ کوئی بستی نہین ہلاک ہوئی مگر اس حالت مین کہ جب اس کے اہل ظلم پر کمربستہ ہون۔ فسق کے معنے حد سے تجاوز کرنے ہین۔

اب دیکھو ہزارون ہندو ہین مگر مانتے نہین انکار کرتے ہین پھر کیا وجہ ہو کہ سب کو چھوڑ کر لیکھرام کے پیٹ مین چھری چلی اس کی وجہ اس کی زبان تھی کہ جب اُس نے اُسے بے باکانہ کھولا اور آنحضرۃ صلعم کو سب وشتم کرنے مین حد سے بڑھ گیا اور ایک مد بالمقابل بنکر خود نشان طلب کیا تو وہی اس کی زبان چھری بنکر اس کی جان کی دشمن ہوگئی۔ غرضیکہ اصل گھر عذاب کا آخرت ہے اور دنیا مین عذاب شوخی۔ شرارت مین حد سے تجاوز کرنے سے آتا ہے ہندؤون مین بھی یہ بات مشہور ہے کہ پرمیشر اور عت کا بیر (دشمنی ہی عت کے معنے حد درجہ تک ایک بات کو پہونچا دینا (عت کا لفظ عربی ہے جیسے قرآن شریف مین عتو ہے)

تفاوت وطبقات عذاب

مین اس بات کا قائل نہین ہون کہ عذاب یکسان سب کو ہو کیونکہ سب ایک جیسے نہین ہوتے تو عذاب کیسے ایک جیسا سب کو ہو بعض کافر ایسے ہین کہ ایسے پہاڑون مین رہتے ہین کہ وہان اب تک رسالت کی خبر نہین اسلام کی خبر نہین تو ان کا کفر ابوجہل والا کفر تو نہ ہوگا جس حال مین ایک نہایت درجے کا شریر اور مکذب باوجود علم کے پھر انکار کرتا ہے تو اس کے عذاب اور دوسرے کے عذاب مین جو اس قدر شرارت نہین کرتے ضرور فرق ہونا چاہئے۔ لیکن ان طبقات عذاب کی کہ (یہ کسقدر ہین اور کس طرح سے ان کی تقسیم ہے) اس کی ہمین خبر نہین اس کا علم خدا کو ہے ہان چونکہ خدا پر ظلم منسوب نہین ہوسکتا اس لئے طبقات کا ہونا ضروری ہے +

آئمہ دین کی کوششون کی قدر دانی

احادیث کی نسبت ذکر ہوا اس پر حضرۃ اقدس نے اپنا مذہب بتلایا جو کہ اکثر دفعہ شائع ہو چکا ہے کہ سب سے مقدم قرآن ہے اس کے بعد سنت اس کے بعد حدیث۔ اور حدیث کی نسبت فرمایا کہ اگر ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن کے معارض نہ ہو تو اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ جس حال مین وہ آنحضرۃ صلعم کی طرف منسوب کیجاتی ہے تو یہ ادب اور محبت کا تقاضا ہونا چاہئے کہ اُس پر عمل درآمد ہو اور ہمارا یہ مدعا ہرگز نہین کہ آئمہ دین کی ان کوششون کو جو محض دین کے لئے اُنہون نے کین ضائع کر دیوین۔ ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ جس حال مین کوئی بات ان کی یا کوئی حدیث ہی باوجود تاویلات کے بھی قرآن شریف سے مطابقت نہ کھاوے تو پھر قرآن کو مقدم رکھکر اُسے ترک کر دیا جاوے کیونکہ جب ضدین جمع ہونگی تو ایک کو تو ضرور ترک کرنا پڑیگا اس صورت مین تم قرآن کو ترک مت کرو اور اس کے غیر کو ترک کر دو۔ مثلاً ایک مسئلہ وفات مسیح کا ہی ہے جس حال مین قرآن شریف سے وفات ثابت ہے تو اب ہم اُس دوسری حدیث کو جو اُس کے مخالف ہو یا کسی کے قول کو کیون مانین آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب مین دو باتین خدا تعالےٰ نے بیان کی ہین ایک تو مسیح کی وفات دوسرے اُس کے دنیا مین آنے کی نفی کی ہے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پیشتر دنیا مین دوبارہ آچکا ہے تو اس کا کنت انت الرقیب کہنا غلط ہے اس صورت مین یا تو مسیح ؑ جھوٹے ہونگے یا نعوذ باللہ جھوٹ کا الزام خدا پر آوے گا تو ایسی صورتین ہم قرآن کو مقدم رکھین گے جس نے وفات کو بڑے بین طور پر ثابت کر دیا ہے +

عورتون کا جمعہ پڑھنا

ایک صاحب نے عورتون پر جمعہ کی فرضیت کا سوال کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس مین تامل کو دیکھ لیا جاوے اور جو امر سنت اور حدیث سے ثابت ہے اُس سے زیادہ ہم اس کی تفسیر کیا کر سکتے ہین آنحضرۃ صلعم نے عورتون کو جب مستثنےٰ کر دیا ہے تو پھر یہ حکم صرف مردون کے لئے ہی رہا +

احتیاطی نماز

اہل اسلام مین سے بعض ایسے بھولے بھالے بھی ہین کہ جمعہ کے دن ایک تو جمعہ کی نماز پڑھتے ہین پھر اسکے بعد اس احتیاط سے کہ شاید جمعہ ادا نہ ہوا ہو ظہر کی نماز بھی پوری ادا کرتے ہین اس کا نام انہون نے احتیاطی رکھا ہے اس کے ذکر پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ غلطی ہے اور اسطرح سے کوئی نماز بھی نہین ہوتی کیونکہ نیت مین اس امر کا یقین ہونا ضروری ہے کہ مین فلان نماز ادا کرتا ہون اور جب نیت مین شک ہوا تو پھر وہ نماز کیا ہوئی

یکم ستمبر ۱۹۰۳ء

کل نمازین آپ نے باجماعت ادا کین۔

دربار شام

الہام

فرمایا کہ آج خواب مین ایک فقرہ منہ سے یہ نکلا نیز مین aun man اس کے بعد مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے عرض کی کہ آج مجھے رویا مین ایک شخص نے بڑے زور سے یہ کہا کہ کہو قل خاب الخاسر۔ قل خاب السارق +

خدا شناسی

فرمایا کہ خدا کی شناخت کے واسطے سوائے خدا کی کلام کے اور کوئی ذریعہ نہین ہے ملاحظہ مخلوقات سے انسان کو یہ معرفت حاصل نہین ہوسکتی اس سے صرف ضرورت ثابت ہوتی ہے پس ایک شے کی نسبت ضرورت کا ثابت ہونا اور امر ہے اور واقعی طور پر اس کا موجود ہونا اور امر ہے یہی وجہ ہے کہ حکما، متقدمین سے جو لوگ محض قیاسی دلائل کے پابند رہے ہین اور ان کی نظر صرف مخلوقات پر رہی انہون نے اس مین بہت بڑی بڑی غلطیان کی ہین اور کامل یقین ان کو جو ہستی کے مرتبہ تک پہونچاتا ہے نصیب نہ ہوا یہ صرف خدا کا کلام ہے جو یقین کے اعلیٰ مراتب تک پہونچاتا ہے۔

خدا کا کلام تو ایک طور سے خدا کا دیدار ہے اور یہ شعر اس پر خوب صادق آتا ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد

خدا تعالےٰ قادر ہے کہ جس شے مین چاہے طاقت بھر دیوے پس اپنے دیدار والی طاقت اس نے اپنی گفتار مین بھر دی ہے۔ انبیاء نے اسی گفتار پر ہی تو اپنی جانین دیدی ہین۔ کیا کوئی مجازی عاشق اس طرح کر سکتا

اس گفتار کی وجہ سے کوئی نبی اس میدان مین قدم رکھکر پھر پیچھے نہین ہٹا اور نہ کوئی نبی کبھی بے وفا ہوا ہے۔ جنگ احد کے واقعہ کی نسبت لوگون نے تاویلین کین ہین مگر اصل بات یہ ہو کہ خدا کی اس وقت جلالی تجلی تھی اور سوائے آنحضرۃ صلعم کے اور کسی کو برداشت کی طاقت نہ تھی اس لیے آپ وہان ہی کھڑے رہے اور باقی اصحاب کا قدم اُکھڑ گیا۔ آنحضرۃ صلعم کی زندگی مین جیسے اس صدق و صفا کی نظیر نہین ملتی جو آپ کو خدا سے تھا ایسا ہی ان الٰہی تائیدات کی نظیر بھی کہین نہین ملتی جو آپکے شامل حال ہین مثلاً آپکی بعثت اور رخصت کا وقت ہی دیکھ لو (اس مضمون پر اکثر آرٹیکل البدر مین نکل چکے ہین)

مسیح کا آسمان پر جانا ایک بے فائدہ امر ہے

بار بار خیال آتا ہے کہ اگر مسیح آسمان پر گئے تو کیون گئے یہ ایک بڑا تعجب خیز امر ہے کیونکہ جب زمین پر انکی کارروائی دیکھی جاتی ہے تو بے ساختہ ان کا آسمان پر جانا اس شعر کا مصداق نظر آتا ہے۔

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

گویا یہ شعر بالکل اس واقعہ کے لیے شاعر کے منہ سے نکلا ہے کوئی پوچھے کہ انہون نے آسمان پر جا کر آج تک کیا بنایا اگر زمین پر رہتے تو لوگون کو ہدایت ہی کرتے۔ مگر اب دو ہزار برس تک جو اُن کو آسمان پر بٹھاتے ہین تو ان کی کارروائی کیا دکھلا سکتے ہین۔

جو بات ہم کہتے ہین اور جس کی تائید مین قرآن اور حدیث بھی ہمارے ساتھ ہے وہ ان کی شان نبوۃ کے ساتھ خوب چسپان ہوتی ہے کہ جب ان لوگون نے حضرت مسیح کو نہ مانا تو آپ دوسرے نبیوں کی طرح دوسرے ملک مین ہجرت کر کے چلے گئے اور پھر ایسے فرضی اوصاف انکے لئے وضع کرتے ہین جنسے آنحضرۃ صلعم کی ہتک اور ہجو ہو کیونکہ آنحضرت صلعم سے کفار نے سوال کیا کہ آپ آسمان پر چڑھکر بتلا دین تو آپنے یہ معجزہ ان کو نہ دکھلایا اور سبحان ربی کا جواب دیا گیا اور یہان بلا درخواست کسی کافر کے خود خدا تعالےٰ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لیگیا تو گویا خدا تعالےٰ نے خود آنحضرۃ صلعم کو کفار کی نظر مین ہیٹا کرانا چاہا کیا وہ خدا اور تھا اور یہ اور تھا؟

اگرچہ لوگ ہمین ایسی باتون سے کافر۔ دجال۔ وغیرہ کہتے ہین مگر یہ ہمارا فخر ہے کیونکہ قرآن کی تائید اور آنحضرۃ صلعم کی عظمت قائم کرنے کے لیے یہ خطابات ہمین ملتے ہین۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

دلون پر خدا کی مہر کا ہونا اور انسان سے جبراً ایک فعل کروانا یہ اصل مین آریون کا مذہب ہے

آریہ لوگ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن شریف مین لکھا ہو ختم اللہ علی قلوبہم کہ خدا نے دلون پر مہر کر دی ہے تو اس مین انسان کا کیا قصور ہے یہ ان لوگون کی کوتہ اندیشی ہے کہ ایک کلام کے ماقبل اور مابعد پر نظر نہین ڈالتے ورنہ قرآن شریف نے صاف طور پر بتلایا ہو کہ یہ مہر جو خدا کی طرف سے لگتی ہے یہ دراصل انسانی افعال کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جب ایک فعل انسان کی طرف سے صادر ہوتا ہے تو سنت اللہ یہی ہے کہ ایک فعل خدا کی طرف سے بھی صادر ہو۔ جیسے ایک شخص جب اپنے مکان کے دروازہ بند کر دے تو یہ اس کا فعل ہے اور اس پر خدا کا فعل یہ صادر ہوگا کہ اس مکان مین اندھیرا کر دے۔ کیونکہ روشنی اندر آنیکے جو ذریعہ تھے وہ اُسنے خود اپنے لئے بند کر دیے اسیطرح اس مہر کے اسباب کا ذکر خدا تعالےٰ نے قرآن شریف مین دوسری جگہ کیا ہے جہان لکھا ہے فلما زاغوا ازاغ اللہ کہ جب انہون نے کجی اختیار کی تو خدا نے ان کو کج کر دیا اسیکا نام مہر ہے لیکن ہمارا خدا ایسا نہین کہ پھر اس مہر کو دور نہ کر سکے چنانچہ اس نے اگر مہر لگنے کے اسباب بیان کیے ہین تو ساتھ ہی وہ اسباب بھی بتلا دیے ہین۔ جن سے یہ مہر اُٹھ جاتی ہے۔ جیسے کہ یہ فرمایا ہو ان کان للاوابین غفورا۔ لیکن کیا آریون کا پرمیشر ایسا ہے کہ تناسخ کے رو سے جو مہر وہ ایک انسان پر لگاتا ہے پھر اُسے اُٹھا سکے۔ گناہ کا یہ نتیجہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ دوسرے گناہ کی انسان کو جرأت دلاتا ہے اور اس سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہو حتی کہ گناہ انسان کو مرغوب ہو جاتا ہے لیکن ہمارے خدا نے تو پھر بھی توبہ کے دروازے کھولے ہین کہ اگر کوئی شخص نادم ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے تو وہ بھی رجوع کرتا ہے مگر آریون کے لیے یہ کہان نصیب۔ ان کا پرمیشر جو مہر لگاتا ہو اُسے اُکھاڑنے پر تو وہ خود بھی قادر نہین ہو پس اس مین مسئلہ تقدیر کا اعتراض آریون پر ہے نہ کہ اہل اسلام پر۔ ہان توبہ کے یہ معنے نہین ہین کہ انسان زبان سے توبہ توبہ کہہ لیوے بلکہ ایک شخص تائب اس وقت کہا جاتا ہے کہ گذشتہ حالت پر سچے دل سے نادم ہو کر آئندہ کے لیے وعدہ کرتا ہے کہ پھر یہ کام نہ کریگا اور اپنے اندر تبدیلی کرتا ہو۔ اور جن شہوات۔ عادات وغیرہ کا وہ عادی ہوتا ہے ان کو چھوڑتا ہے اور وہ تمام یار دوست۔ اور گلی کوچے اُسے ترک کرنے پڑتے ہین کہ جن کا معاصی کی حالت مین اس سے تعلق تھا گویا توبہ ایک موت ہے جو وہ اپنے او پر وارد کرتا ہے۔ جب ایسی حالت مین وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو پھر خدا بھی اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ گناہ کے ارتکاب مین ایک حصہ قضا و قدر کا ہے کہ بعض اندرونی اعضاء اور قوائے کی ساخت اسی قسم کی ہوتی ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو۔ پس اس لئے ضروری تھا کہ ارتکاب معاصی مین جس قدر حصہ قضا و قدر کا ہو اسمین خدا تعالےٰ رعایت دیوے اور اس بندے کی توبہ قبول کرے اور اسی لئے اس کا نام تواب ہے۔

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار

(از ایڈیٹر)

اور جملہ محمد صاحب کا استعمال

۲۲ اگست کے پیسہ اخبار مین زیر عنوان کیمولی کیٹڈ اور بدنام اگر ہون گے تو کیا نام نہ ہوگا دو آرٹیکل ہماری نظر سے گذرے ہین جنمین اس امر کی کوشش کی گئی ہو کہ آنحضرۃ صلعم کی نسبت اگر صرف الفاظ محمد صاحب یا حضرۃ محمد صاحب استعمال ہون تو اس سے آنحضرۃ کی شان مین کچھ فرق نہین آتا اور نہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ کے استعمال کرنیوالے کے دل مین آنحضرت صلعم کی وقعت اور عظمت نہین ہے اور ساتھ ہی نامہ نگار نے اس امر پر زور دیا ہے کہ از روی حدیث انما الاعمال بالنیات منشی صاحب کی نیت بخیر ہے اور اگر ان الفاظ کے استعمال مین کوئی لغزش ہے تو وہ معاف ہے اور پھر اس کے بعد شعرا کے کلام کے حوالہ سے بتلایا ہے کہ وہان اکثر مفرد لفظ داعی وغیرہ آنحضرۃ صلعم کی نسبت استعمال ہوتا ہو اور اسی معیوب نہین مانا جاتا وغیرہ وغیرہ

منشی صاحب کی نیت ان الفاظ سے کچھ ہی ہو یہ تو منشی صاحب کو ہی علم ہوگا اور آنحضرۃ صلعم سے ان کو کس قدر محبت ہے اور آپ کی اتباع مین وہ کس قدر محو ہین اس کا پتہ شاید نامہ نگارون سے مل سکے لیکن ہمارے نزدیک یہ وکالت جو پیسہ اخبار کے حامیون نے کی ہو بڑی تعجب انگیز ہے اور اس کی وہی مثال ہو کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ انسان کے عملی نمونہ سے بڑھکر اور کیا ثبوت اسکی اخلاص اور نیت کا ہو سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ پیسہ کے حامی اور مددگار اخبار کے کالم سیاہ کرتے کیا اچھا ہوتا کہ منشی محبوب عالم صاحب اپنی قلم سے چند سطرون مین تحریر کر دیتے کہ لفظ صاحب سے میری مراد غایت درجہ کی تعظیم آنحضرۃ صلعم کی ہے جو کہ بحیثیت ایک سچے مسلمان ہونے کے مجھے کرنی چاہیے ان کی یہ تحریر بھی اگرچہ ہمارے نزدیک ان کی بریت کے لیے کافی نہین ہے اور صرف اپنے منہ سے میان مٹھو بننے والی بات ہوتی مگر تاہم اس موجودہ سکوت سے کہ جس کی تاویل کوئی کچھ کوئی کچھ کر رہا ہے بدرجہا بہتر ہوتی اور وہ کم از کم خون لگا کر شہیدون مین تو مل جاتے اور منشی صاحب کی کچھ نہ کچھ پردہ پوشی ہو جاتی کیونکہ یہ بڑی غیر معقول بات ہے کہ جس حال مین ایک شخص زندہ موجود

ہے اور ایڈیٹری کے فرائض کو بجالا رہا ہے اور ہر ہفتہ اس کی قلم سے اخبار اور رسالے نکل رہے ہین مگر ایک لفظ جن معنون مین اس نے استعمال کیا ہے اس کے لئے دوسرے تو زبردستی لوگون کو سناتے پھرتے ہین کہ منشی صاحب نے اسے ان معنون مین ہرگز استعمال نہین کیا جن مین عیسائی کرتے ہین مگر منشی صاحب اگر کچھ نہیں بولتے اور جب تک وہ خود اپنی قلم سے زور دیکر نہ لکھین اور نہ ثابت کرین کہ لفظ صاحب جو آجکل غیر مذاہب کے لوگ بھی باوجود ایک دوسرے کے بزرگان دین کے سخت دشمن ہونے کے رسمی اور رواجی طور پر ایک محاورہ کلام کے رو سے ان بزرگون کے حق مین بول لیتے ہین باوجود اس کے کہ ان کے دل مین کوئی عظمت اور وقعت ان کی نہین در اصل اپنے اندر وہی معنے رکھتا ہے جو معنے کہ .... لفظ علیہ السلام اور صلی اللہ علیہ وسلم یا فداہ ابی وامی کے ہین تب تک ان پیسہ کے حامیون کی مضمون نگاری کیا حقیقت رکھتی ہے +

جہان تک ہمارا خیال ہے (محمد صاحب) یا حضرت محمد صاحب ایک ایسا جملہ ہے جس کے بولنے سے مخاطب پر یہ امر ہرگز نہین کھلتا کہ اس کا قائل ضرور سچا مسلمان ہے۔ اس کے دل مین ضرور آنحضرۃ صلعم کی عظمت اور محبت ہے۔ کیونکہ حضرۃ۔ صاحب۔ سوامی۔ اور پنڈت وغیرہ یہ ایسے الفاظ ہین کہ صرف شائستگی کلام کے لحاظ سے ہر ایک لکچرار یا مصنف خواہ وہ کسی مذہب کا ہو لیکن اپنے مخالف اور دشمن مذہب کے لیڈر کے لئے ضرور استعمال کرلیتا ہے جیسا کہ ایک عیسائی جب آنحضرت صلعم کی نسبت ڈاکٹر کلارک یا اینڈرسن کچھ کلام کرے گا تو صرف شائستگی کلام کے لئے وہ محمد صاحب اور بعض وقت حضرۃ محمد صاحب بھی کہیگا لیکن کیا اس سے یہ ثابت ہوجاویگا کہ اسکے دل مین کوئی تعظیم یا محبت آنحضرۃ صلعم کی ہے ہرگز نہین ...... لیکن اگر اس کے منہہ سے صلی اللہ علیہ وسلم نکل جاوے اور گو وہ پکار کر کہے کہ میری اس سے یہ مراد ہرگز نہین ہے کہ آنحضرۃ صلعم سچے نبی ہین لیکن کیا پادری تسلیم کرلین گے ہرگز نہین وہ تاڑ جاوینگے کہ یہ شخص ضرور اندرونی طور پر مسلمان ہے اسیطرح اگر ایک مسلمان دیانند کے نام کے ساتھ پنڈت یا سوامی کا لفظ لگادیوے تو کیا اس سے ثابت ہوجاویگا کہ وہ دیانند کی عظمت کا قائل ہے۔ ہرگز نہین بس اسی لئے ہم دیکھتے ہین کہ اہل اسلام مین آنحضرۃ صلعم کے اسم مبارک کے ساتھ ایک ایسی جزو قرار پاگئی ہے کہ جسکا تکرار غیر از اسلام کے لئے بالکل محال ہے اور وہ صرف اسی کے زبان سے نکلیگا جو کھلم کھلا حقیقی طور پر آنحضرۃ کی عظمت کو تسلیم کرتا اور آپکی محبت کو دل مین رکھتا ہو اور صرف آپکی اتباع کو وسیلہ نجات یقیناً جانتا ہو۔ اور جیسے کہ اسلام مین دوسرے تمام ارکان۔ عبادات۔ معاملات۔ معاشرۃ تمدن و سیاست وغیرہ کے ایسے ہین کہ جو دوسری اقوام سوا اہل اسلام کو بالکل متمیز کردیتے ہین بشرطیکہ مسلمان اون پر عمل کرین اسیطرح آنحضرۃ پر ایمان کا بھی یہ ایک ثبوت ہے کہ آپ کے اسم مبارک کے ساتھ ایک جملہ دعائیہ بولا جاوے جس سے امتیاز ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل مین متمیز طور پر آنحضرت صلعم کی محبت ہے اسی لئے اہل اسلام کا دستور ہے کہ جب کسی اکابر دین کا نام لیوین گے تو اس کے لئے ایک کلمہ دعائیہ ضرور ساتھ ہوگا جس سے فوراً پتا لگ جاویگا کہ اس شخص کو نامبردہ کے ساتھ ضرور حسن عقیدت ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جس حال مین ایک عیسائی اور ایک آریہ اور ایک دہریہ بھی حضرۃ محمد صاحب کہہ لیتا ہے اور ان کا استعمال اور محاورہ ہے اور یہ لفظ اصل مین عیسائیون کا ایجاد کیا ہوا معلوم ہوتا ہے تو اب وہ کونسی بات ہے جس سے پتہ لگے کہ منشی صاحب کے نزدیک آنحضرۃ صلعم کی وقعت ایک عیسائی یا آریہ سے زیادہ ہے یا یہ معلوم ہو کہ ان الفاظ کے استعمال مین منشی صاحب نے کسکی تقلید کی آیا عیسائیون کی یا آریون کی +

اور نامہ نگار نے اپنے مضمون کے دفعہ ۸ مین خود تسلیم کرلیا ہے کہ کفار مکہ و مدینہ جب مسلمانون سے بات چیت کرتے تو رسول علیہ السلام کو صاحبکم کے ساتھ اس غرض سے یاد کرتے کہ ان کو پیغمبر اور رسول کے الفاظ سے دلی نفرت تھی اور اس سے رسالت کی تسلیم بھی لازم آتی ہے یہ الفاظ لکھکر در اصل پیسہ کے حامی نے ہماری کلام کی تصدیق کردی ہے کہ اہل اسلام مین جو کلمات دعائیہ آنحضرۃ صلعم اور دیگر بزرگان دین کے نام کے ساتھ بولے جاتے ہین وہ ضرور کلام کرنیوالے کے ایمان کا ثبوت دیتے ہین اور سرور کائنات علیہ السلام کی نسبت لفظ صاحب کا استعمال ہمیشہ سے کفار اور منافقین کا ہی شیوہ رہا ہے اور اس امر کا ثابت کرنا اس کے لئے مشکل ہوگا کہ آنحضرۃ صلعم کی نسبت فقط لفظ صاحب کے استعمال کی بنیاد سوائے پادریون کے کسی سچے مسلمان نے ہندوستان مین نہین ڈالی۔ ہان یہ ضرور ہے کہ پادریون کی تعلیم اور یورپ کی تقلید نے بزرگان دین کی عظمت کو جب بعض برائے نام مسلمانون کے دل سے اٹھادیا اور یہ لوگ صرف قومی حیثیت سے نہ کسی مذہب سے اپنے آپکو مسلمان خیال کرنے لگے اور جیسے یورپ کے خاص عیسائی باوجود اپنے آپ کو عیسائی کہنے کے پھر عیسیٰ ع کے سخت دشمن ہین یہی مشرب اسلام کے بعض نام لیوؤن نے اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت الفاظ محمد صاحب استعمال کرنے لگے۔

پھر نامہ نگار لکھتا ہے کہ حسن خاتمہ پر آدمی کے ایمان کا دار و مدار ہے خدا معلوم اس سے اس کا کیا مطلب ہے شاید وہ اہل اسلام کو کہتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال سے تم بہت جلد منشی صاحب کو کفر والحاد کی طرف منسوب نہ کرو۔ بلکہ دیکھو تو سہی کہ ان کا انجام کس بات پر ہوتا ہے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نامہ نگار نے اگرچہ پیسہ کی حمایت تو کی ہے مگر تاہم وہ خود منشی صاحب کے اظہار خیال سے جو محمد صاحب لکھنے مین ظاہر ہوتا ہے ضرور مذبذب ہے۔

عربی کی بجائے فارسی مین نماز پڑھنے کی دلیل کو اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے اور نہ امام صاحب کا یہ مذہب رہا کہ غیر از عربی زبانمین نماز پڑھ لی جاوے اور یہ ایک علیحدہ مضمون ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زبان مین کوئی آسمانی کتاب نازل ہوا گر اس کے حامی اس زبان کو متروک کرین دوسری زبان مین اس کے تراجم کرلین تو اس سے ان کے مذہب کو کیا کچھ صدمہ پہنچتا ہے۔

اہل اسلام شعرا کا آنحضرۃ کے نام کو صرف محمد لکھنا اس امر کو ثابت نہین کرتا کہ ان کے دلون مین آپ کی تعظیم اور وقعت نہین ہے اور پھر اس موقعہ پر ان کا حوالہ دینا خارج از بحث اور بے محل ہے۔ کیونکہ نظم مین شاعرون کو خاص خاص طور کا اختیار ہوتا ہے اور بعض وقت شاعر اگر آپکا نام ہی صرف لکھدے تو اس کا طرز کلام سیاق و سباق ہی ثبوت دیتا ہے کہ اس نے غایت درجہ کی تعظیم کو اس واحد لفظ مین نبھایا ہے مگر منشی محبوب عالم صاحب کو یہان کونسی ایسی ضرورت اس قسم کی پڑی تھی ہماری اپنی رائے مین صرف ایک مقام مجادلہ اور مباحثہ کا ایسا ضرور ہے کہ جہان ایک مسلمان کو بعض وقت دانائی کلام کے لحاظ سے محمد صاحب بھی کہنا پڑجاتا ہے وہ بھی اس صورۃ مین کہ فریق مخالف مسلمان نہ ہو اور وہ آنحضرۃ صلعم کو محمد صاحب کرکے ہی ہر بار خطاب کرتے۔ مگر ہمین تو ہرگز امید نہین ہے کہ پیسہ اخبار کبھی اہل اسلام کی طرف سے ایسے مجادلہ یا مباحثہ مین نکل سکے +

قطب شمالی اور جنوبی مین اوقات نماز و روزہ

کسی صاحب نے علاقہ منٹگمری سے ایک اعتراض حضرۃ حکیم نورالدین صاحب کی خدمتمین لکھکر اس کا حل چاہا ہے وہ اعتراض اور اسکا جواب جو کہ حضرۃ حکیم صاحب نے دیا ہے ذیل مین درج کیا جاتا ہے +

اعتراض۔ اسلام کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید ایک مکمل اور بمنزلہ اہل اسلام کے خدا کی زبان ہے۔ اسمین حکم ہے کہ روزہ کے واسطے طلوع آفتاب سے پیشتر کھانا کھاؤ اور غروب پر افطار کرو جن ممالک مین تقریباً چھ چھ ماہ کے دن ہین اور چھ چھ ماہ تک آفتاب غروب نہین ہوتا وہان پر جو مسلمان متوطن ہین وہ کس طرح عمل کرین +

جواب - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے دیکھو سیپارہ گیارہ سورہ یونس کا رکوع پہلا - هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورًا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب + اور فرمایا دیکھو سورہ جسکو یٰس کی سورہ کہتے ہیں اور مسلمانوں میں مشہور ہے والقمر قدرنٰہ منازل اور فرمایا سورہ بنی اسرائیل میں دیکھو سیپارہ پندرہ رکوع اول کے بعد دوسرا رکوع ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شیء فصلنٰہ تفصیلا ط ان تمام آیات کا مطلب یہ ہے کہ سورج اور چاند کی منزلیں مقرر ہیں ان کے مطابق سالوں کی تعداد اور حساب ہوتے ہیں اس کو جان رکھو یہ تو قرآن شریف سے ثبوت دیا گیا کہ سورج اور چاند کی منازل مقررہ پر حساب رکھو اب اس کے مطابق احادیث کو دیکھو تو سنن میں یہ حدیث عام طور پر موجود ہے دیکھو ابوداؤد حدیث دجال ہذا - فقلنا یا رسول اللہ ہذا الیوم الذی کسنة اتکفینا فیہ صلوٰة یوم ولیلة قال لا اقدروا لہ قدرہٗ - اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دن جو بڑا ہے اور سال کی طرح ہے اس میں کیا ایک دن اور ایک دن میں پانچ نمازیں ہی کافی ہیں فرمایا نہیں اسمیں اندازہ کر لینا - اگر معترض آریہ ہے تو انصاف کرے سندھیا وہ کس طرح کریگا اور وید میں اس کے متعلق کیا احکام ہیں اور اگر عیسائی ہے تو آیت وار کو وہ کس طرح ادا کرتا ہے کیونکہ وہ چھ ماہ کا ایک ایت وار تجویز نہیں کر سکتا اور اگر فلسفی الطبع ہے تو فلاسفروں نے حمل کے لئے جو نو مہینے علی العموم بیان کئے ہیں وہ کیوں نہیں کہتے کہ ڈیڑھ دن کا حمل بھی ہوتا ہے کیونکہ چھ ماہ کا ایک دن ہوتا ہے یا یوں کہیں کہ ان کے نزدیک دو سو چھیاسٹھ برس کا حمل ہوتا ہے کیونکہ اگر ایک دن چھ ماہ کا ہوتا ہے تو ۹ ماہ کے دو سو چھیاسٹھ برس ہوں بہر حال قرآن کریم نے تو صاف فیصلہ دیدیا کہ وہاں حساب سے اور اندازہ سے کام لو + بلکہ معترض سے یہ بھی سوال ہے کہ اگر وہ ایسے ممالک میں ملازم ہو تو ماہواری تنخواہ کس حساب سے لیگا - اہل اسلام کے احکام روزہ نماز میں ایک پیشگوئی پائی جاتی ہے کہ جو ایسے قطعات زمین کے ہونگے جہاں چھ چھ ماہ کے دن اور راتیں ہوں گی تو وہاں مطلق آبادی بھی نہ ہوگی

اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض - اگر مرزا صاحب کے قبائل ام المومنین ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اپنے تمام مریدوں سے حجاب ہے حالانکہ قرآن کریم میں والدہ سے نکاح کرنا منع ہے حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا جنگوں میں زخمیوں اور بیکسوں کی خبر گیری کرتی تھیں +

جواب - واضح ہو کہ آج تک حضرۃ مرزا صاحب علیہ الصلوٰة والسلام کی طرف سے کوئی ایسا حکم اپنے مریدوں کے نام صادر نہیں ہوا کہ میرے قبائل کو ام المومنین کے نام سے پکارا جاوے اور نہ اس کی نسبت کوئی الہام اشاعت میں آیا ہے ہاں اکثر مریدین حسن عقیدت اور ادب اور تعظیم کی نیت سے آپ کے قبائل کو ام المومنین کے لقب سے خطاب کرتے ہیں مگر ان کا یہ خطاب ان مریدین کے لئے جو اسمیں متامل ہیں حجت نہیں اس لئے ایک طرح سے تو یہ سوال یہیں ختم ہو جاتا ہے مگر فائدہ عام کی خاطر ہم ام المومنین یا امہات المومنین پر ذرا زیادہ بسط سے لکھدیتے ہیں +

(۲) آنحضرۃ صلعم کی ازواج مطہرات کی نسبت قرآن میں خدا تعالےٰ کی وحی سے امہاتہم ...... کا لفظ آیا ہے جیسا کہ اس آیت النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہتہم الاحزاب رکوع ۱ - میں ہے - اس لفظ سے یہاں حقیقی والدہ تو کسی صورت سے مراد نہیں ہے نہ زبان کے لحاظ سے اور نہ شرع کے لحاظ سے کیونکہ حقیقی والدہ تو وہ جسکے شکم سے مولود نکلا ہو - کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان امہاتہم الا اللّٰئی ولدنہم - مائیں وہی ہیں جنہوں نے جنا سو یہ تو بڑی وضاحت سے واقعات کے خلاف ہے کہ عام مومنین کو حقیقی اولاد ازواج مطہرات کی خیال کیا جاوے اس بیان کی تائید قرآن کریم سے ہی اسطرح ہوتی ہے کہ ان مقدس اور مطہر بیبیوں کو عام طور پر پردہ کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ دوسرے مقام پر قرآن شریف میں والدہ سے کوئی پردہ نہیں رکھا گیا پس اگر یہ مقدس بیبیاں حقیقی مائیں ہوتیں تو ان سے پردہ کی ضرورت نہ تھی اور جس حالت میں کہ امہات کے احکام ان پر مرتب نہوئے تو معلوم ہوا کہ انکو امہات کہا گیا تو وہ کسی خاص صورت سے اور کسی اور معنے میں ہے کیونکہ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ جیسے ازواج مطہرات کو امہات کہا ہے ویسے ہی آنحضرۃ صلعم کو مومنین کا باپ کہا گیا ہے اور قرآن شریف میں جو نفی آپ کے کسی مرد کا باپ ہونے کی ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ آنحضرۃ صلعم کے نطفہ سے کوئی نہیں ہے پس اگر یہاں باپ سے مراد حقیقی باپ ہوتا کہ جس کے نطفہ سے اولاد ہو کر اس کا بیٹا یا بیٹی کہلاتی ہے تو یہ امر بھی واقعات کے صریح خلاف ہے کیونکہ آنحضرۃ صلعم کے نطفہ کا تو کوئی لڑکا زندہ نہ رہا اور اگر یہاں حقیقت ہی مراد ہوتی تو پھر بہ حیثیت باپ ہونے کے آنحضرۃ صلعم کسی عورت سے نکاح نہ کر سکتے کیونکہ امت کی کل لڑکیاں تو بیٹیوں کے حکم میں ہوئیں اور بیٹی سے نکاح حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ جیسے یہاں باپ سے حقیقی باپ مراد نہیں ہے ویسے ہی امہات کے لفظ سے وہاں حقیقی ماں مراد نہیں ہے - صرف - ادب - اور تعظیم اور تربیت کے لحاظ سے آنحضرۃ صلعم کو روحانی باپ اور آپکی ازواج مطہرات کو ماں کہا گیا ہے +

(۳) یوں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کسی پر بہت احسان کئے ہوئے ہوتے ہیں اور خصوصًا اس حال میں کہ جب دوسرے کی پرورش ہی کسی کے ہاتھ سے ہوئی ہو تو اپنے محسن کی ادب اور تعظیم کو مد نظر رکھکر اکثر لوگ اس کے قبائل کو ماں اور خود محسن کو باپ کہکر پکارا کرتے ہیں شریف گھروں میں جس قدر خادم ہوتے ہیں ان میں اس قسم کی نظیریں کثرت سے موجود ہوتی ہیں - چونکہ آنحضرت صلعم مومنوں کے آقا اور سردار اور مربی اور محسن ہیں اور تمام مومن آپکے غلام ہیں اس لئے بھی از روئے ادب اور تعظیم کے آپکی ازواج مطہرات کا نام عام مومنین کی بول چال میں اللہ تعالےٰ نے امہات المومنین رکھا +

(۴) اگر آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات حقیقی طور پر امہات ہوتیں تو پھر اس امر کی ضرورت نہ تھی کہ دیگر مومنین سے ان کے نکاح کی حرمت بہ تصریح بیان کی جاتی کیونکہ ماں سے نکاح تو اول ہی حرام ہے مگر ان مقدس بیبیوں سے نکاح کا حرام ٹھہرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ امہات کا جو لفظ ان کی شان میں بولا گیا ہے وہ نکاح کی نفی نہیں کرتا اور اسی لئے ضرورت پیش آئی کہ نکاح کی حرمت کا بھی ذکر کر دیا جاوے ورنہ ممکن تھا کہ اگر حرمت نکاح کا ذکر قرآن میں نہ ہوتا تو اکثر اصحاب کے ذہن اسطرف منتقل ہو سکتے تھے کہ ازواج مطہرات سے بعد وفات آنحضرۃ صلعم نکاح ہو سکتا ہے کیونکہ عرف میں ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر عورتوں کو - مائی - یا بہن - یا بیٹی یا آپا وغیرہ کا خطاب کیا جاتا ہے مگر اس خطاب سے وہ محرمات میں داخل نہیں ہوتیں کیونکہ وہ حقیقی بہن یا بیٹی نہیں ہوتیں نکاح کی حرمت کے کیا وجوہات ہیں اسکو انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ نمبر میں درج کیا جاوے گا +

اعلان

جو طالب العلم باہر سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل ہونے کیواسطے آوے - اس کے لئے ضروری ہے کہ بموجب قواعد سررشتہ تعلیم پنجاب اپنا سارٹیفکٹ اس مدرسہ سے لیکر آوے جہاں پڑھتا ہو - اگر چھ ماہ سے کسی مدرسہ میں نہ پڑھتا ہو تو سارٹیفکٹ لانے کی ضرورۃ نہیں

(۲) رخصتوں کے بعد طلباء اگست اور ستمبر کی چندہ حسب قاعدہ ساتھ لادیں +

کسی خارج شدہ طالب العلم کو بعد میں سارٹیفکٹ کی ضرورۃ ہو تو اسے چاہیے کہ درخواست کیساتھ ۸ر فیس ادا کرے +

(۴) بورڈنگ ہوس کی فیس داخلہ ۸ر لگائی گئی ہے جو ہر لڑکو نسی لیجاویگی

سید عبد الحی صاحب - حضرۃ اقدس کے کل الہامات جو آج تک طبع ہو چکے ہیں ایک جگہ کتاب کی صورت میں جمع کئے ہیں سو درخواستیں آنے پر چھاپیں گے اور قیمتہً عہ پیشگی آنی چاہئے اور قریبًا دو صد صفحہ کے قریب یہ کتاب ہوگی - اس کی درخواستیں عبد الحی عرب قادیان کے نام آنی چاہئیں)

مکتوبات

وہ خط جو کہ میاں خدایار صاحب احمدی سکنہ کوٹلہ سیدان ضلع شاہ پور نے بغرض بیعت، جون ۱۸۹۸ء کو ارسال کیا تھا

بحضور حضرۃ اقدس امام الزمان مہدی دوران جناب حضرۃ اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوۃ والسلام +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بنام خالق پروردگارے — بہ نعت سید عالی وقارے
بہ بیعت عرض دارم طالبانہ — قبول افتد شود بختم چو یارے
جناب ہادی ما مسلمہ اللہ — بقرآن مومنانرا افتخارے
بہ تائید خدا در ہند و یورپ — چو خورشید روشن اندر ہر دیارے
شکستہ شد دلیل از سر و پا — زبرہان قوی و پائے دارے
صدقنا گفتم آنگہ زرا شنیدم — ز اللہ داد خان در اشتہارے
خوشا السابقون الاولون — کہ در بیعت نکردند انتظارے
سلام نوردین و فضل دین را — کہ در تصدیق گفتند آری آرے
مسلمانان ز محل الاتفاق اند — نہ فہمیدند ربط و انتشارے
خلاف مصلح الناس عیب و جرم است — مرا دل چو شتر بے مہارے
خدایا رم شود اے مصلح ما — دعا فرما بہ این بے روزگارے*

گرامی نامہ حکیم فضلدین صاحب احمدی بھیروی ثم القادیانی بنام منشی الہ داد احمدی کلارک صدر شاہ پور ضلع شاہپور بجواب این استفسار کہ موسم گرما میں دارالامان میں جاکر رہنا بہتر ہے یا کہ ایام سردی میں وہاں جانا چاہئے اور جو کہ غالباً حکیم نورالدین صاحب کی ایما سے لکھا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

قادیان میں ہمیشہ نور رحمت برستا ہے۔ سارے ہی ایام یوم العید ہیں اور ساری ہی راتیں شب برات و لیلۃ القدر ہیں پھر آپ کو کیا لکھوں کہ دارالامان جانے کا کونسا موسم اچھا ہے۔ سچ پوچھو تو بلا امتیاز موسم ساری عمر وہاں رہنا۔ پھر وہیں مرنا اور وہیں دفن ہونا سب سے بڑھکر خوش قسمتی ہے +

والسلام ۱۴ جون ۱۸۹۹ء

گرامی نامہ مرزا خدابخش صاحب احمدی قادیانی مصنف عسل مصفّٰی بنام منشی الہ داد کلارک احمدی - صدر شاہ ضلع شاہ پور + جو کہ مرزا صاحب نے حسب ایما حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام تحریر فرمایا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - برادرم منشی صاحب السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط کا مضمون حضرۃ اقدس کو سنایا تھا - آج دوسرا خط بھی آپکا حضرۃ اقدس کے نام آیا - حضرۃ اقدس فرماتے ہیں کہ اس امر میں استخارہ کی ضرورۃ نہیں ہے - آپکو فوراً قادیان آکر قرآن شریف پڑھنا چاہیے - ترقی دلانیوالا بھی خدا ہے وہ خود ہی کوئی صورت نکال دیگا اگر آپ نوکری پر چلے بھی گئے اور ترقی نہوئی تو آپکو سخت حسرت اور افسوس رہیگا کہ قرآن شریف بھی نہ پڑھا اور ترقی بھی نہوئی بہتر ہے کہ آپ اپنے افسر کو ترقی کی درخواست دیکر چلے آویں والسلام۔

حضرۃ اقدس فرماتے ہیں کہ یہاں آپکا آنا مفید ہوگا - اپنے بھائی کو میری طرف سے مبارکباد دیویں +

۱۷ - اکتوبر ۱۸۹۷ء

گرامی نامہ جناب حکیم فضلدینصاحب احمدی بھیروی ثم القادیانی بنام منشی الہ داد احمدی کلارک - صدر شاہ پور ضلع شاہ پور - جو کہ غالباً جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ایما سے لکھا گیا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

غفلتوں اور سستیوں کا بڑا علاج حضرۃ اقدس کی صحبت کی کثرۃ ہے بس اور کوئی علاج نہیں - آپ بار بار بکثرت آدیں دیر تک ٹھہرا کریں جہاں تک ممکن ہو وے - یہاں کا یہ حال ہے کہ قہقہہ دیوار ہے اگر جاتے کو جی نہیں چاہتا۔ اس سے زیادہ اور کیا لکھوں - والسلام تحریر ۲۱ مئی ۱۹۰۰ء

عالم اخبار

ہندوستان کے تمام سرکاری مکانات پر حضور شاہ قیصر کی تصاویر لگائی جاویں گی +

راولپنڈی میں ایک فوجی گورہ پکڑا گیا ہے یہ اپنے رفیقوں کی بندوقیں چرا کر بستی ور کے باشندوں کے پاس فروخت کر دیتا تھا چیف کورٹ لاہور میں اسکا مقدمہ پیش ہوگا +

معلوم ہوا ہے کہ سومالی لینڈ کے ملاں کو فرانس اور انگلستان سے خفیہ طور پر اسلحہ بھیجا جاتا ہے اور ایک انگریزی تاجر اب تک ۳۰ لاکھ کارتوس بھیج چکا ہے۔

مارٹی نیک میں حال کے سخت طوفان سے نیشکر - کافی وغیرہ کی کاشت کو سخت نقصان ہوا ہے ہزار ہا مکانات مسمار ہوئے جانوں کا بھی نقصان ہوا مگر مالی نقصان سب سے بڑھکر ہے۔

حضور شاہ قیصر دام اقبالہ آجکل آسٹریا کے دارالخلافہ وائنا میں ہیں برٹش سلاطین میں سے آج تک کوئی یہاں نہ آیا تھا اس لئے بڑے تپاک سے استقبال ہوا ہے +

لارڈ سالسبری سابق وزیر اعظم ہندوستان چل بسے اور ان کا جنازہ اُن کی وطنی جاگیرات ہیٹ فیلڈ کے خاندانی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

خطوط سے پتہ لگتا ہے کہ راولپنڈی میں طاعون شدت سے پھوٹ پڑا ہے اب افطار کے دن آگئے ہیں +

کوہ الپس پر سے سات سیاح ایک ٹیلہ سے گر کر ہلاک ہوئے +

کابل میں ہیضہ کی خبر قبل اس سے شائع ہو چکی ہے مگر تعجب ہے کہ عہدہ داروں پر ہاتھ صاف ہو رہا ہے دیوان سدا نند محکمہ جونگی کے اعلیٰ افسر بھی ہیضہ سے فوت ہوئے۔

ہندوستانی ملازم اکثر گوروں کے ہاتھوں سے مرتے تھے اب یہ تجویز قرار پائی ہے کہ جب کوئی ہندوستانی کسی گورے کے ہاتھ سے مرے تو کمانڈنگ افسر پر فرض ہے کہ واقعہ کی اطلاع فوراً ہیڈ کوارٹر کو بھیجے اور ساتھ ہی افسر بالا کو مطلع کرے۔

امریکہ کے ایک علم برق کے ماہر نے ایک کاربن پائنٹ ایجاد کیا ہے جس سے فولاد پنیر کی طرح کٹ جاتا ہے اس کی ایجاد ہونے پر اب اہل دول لوگوں نے لوہے کے صندوق خریدنے چھوڑ دئے ہیں اور حفاظت کے لئے چوکیدار وغیرہ اور زیادہ کر دئے ہیں +

طاعون نے اندور اور آدریہ میں قیامت کا نمونہ دکھا رکھا ہے۔

سیلاب۔ ۱۵ - اگست کو ضلع گورکھپور دریائے راپتی میں اس قدر زور سے سیلاب آیا کہ اس کا بازار جسمیں ایک ایک دوکان میں ایک ایک لاکھ روپیہ کا غلہ تھا بالکل نیست و نابود ہو گیا ہے اور صدہا مویشی اور آدمی تلف ہوئے۔

حضور نظام نے ازراہ کرم دکن میں تزویج بیوگان کا رواج قائم رکھنے کے لئے مدارالمہام بہادر کو حکم دیا ہے کہ ایک فرمان اس مضمون کا جاری کر دیں کہ جن بیوگان کو سرکار سے منصب ملتا ہے - عقد ثانی کرنے پر بھی برابر ملتا رہیگا۔

لاہور کی سنہری مسجد کی عمارت کو پانی کے نکلنے لوٹ جانے کی وجہ سے سخت نقصان پہونچا ہے دس روز تک برابر پانی بنیادوں میں جاتا رہا جس سے بالائی عمارت میں جا بجا شگاف آگئے۔ انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور اسکے متعلق انجمن لینے والی ہے میونسپلٹی لاہور کمیٹی سے جواب رسائی کے منتظر ہیں

* نوٹ حضرۃ اقدس کی دعا پر انہیں ایام میں مولوی صاحب برسر روزگار ہو گئے +

کسر صلیب

از روئے ایویڈنس ایکٹ قانون شہادت

سلسلہ کیلئے دیکھو اخبار ۳۳ جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ ک ۲

پس ان مذکورہ بالا واقعات کی بنا پر ہمین حق پہنچتا ہے کہ ہم مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کے ثبوت مین بڑی واضح اور بیّن اور مضبوط شہادتین طلب کرین کیونکہ جسقدر کوئی عظیم الشان مسئلہ ہوتا ہے اس کے لئے اُسی قدر عظیم الشان دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

مثلاً ایک بڑھیا عورت ہم سے یہ بیان کرے کہ ایک بلی ایک چھوٹے زینہ پر سے کود گئی اور اس واقعہ کے بیان کرنے مین اُس نے کسی ذاتی منفعت کو بھی مدّنظر نہ رکھا ہو تو ہمین اس بات کے سرسری طور پر مان لینے مین کوئی حرج نہین کیونکہ بلیان زینون پر سے کود سکتی ہین اور کودا کرتی ہین پھر بڑھیا کے بیان سے ہماری اتفاق رائے کسی دوسرے شخص کی اذیت کا باعث نہین ہے

لیکن اگر ہمین اس بات کا علم ہو کہ بڑھیا عورت کے اس بیان کا خود اس کی ذات یا کسی اور کی ذات پر اثر پڑتا ہے تو بڑھیا کی شہادت بلا دیگر شواہد کے ہرگز کافی نہ سمجھی جاویگی۔ فرض کرو کہ زید نے بکر کے ساتھ یہ شرط لگائی ہی کہ ایک بلی ایک زینہ پر سے ضرور کود کر نکل جاوے گی تو اس صورت مین ہرگز ممکن نہین ہی کہ بکر اُس بڑھیا کی شہادت کو بلا دیگر شواہد قوی کے تسلیم کرے گا۔ خصوصاً اُس حال مین کہ بکر کو علم ہو کہ اُس بڑھیا کا زید سے کوئی رشتہ ناطہ بھی ہے۔ بکر ایسی صورت مین ضرور ایسی شہادۃ طلب کرے گا جسکا زید سے تعلق نہ ہو اور نہ شرط مین اس کا حصہ ہو اور اس نے آنکھون سے بلی کو کودتے دیکھا ہو۔ لیکن اب یہان ذرا اور غور سے کام لیجئے کہ بجائے اس کے کہ ایک بلی ایک زینہ پر سے کود گئی اگر ہم سے یہ منوایا جاوے کہ ایک گائے ایک چاند پر سے کود گئی اور اُس گائے کے مالک کا اس بیان سے کچھ فائدہ منصور ہو یا ایک قوم کی قوم اس کی تائید مین ہو اور اس کودنے پر شرط بھی لگی ہوئی ہو تو کیا ہم اس واقعہ کو اُسی قسم کے شواہد اور ثبوتون سے مان لیوین گے جن سے ہم نے ایک بلی کا زینہ کودنا مان لیا تھا ہرگز نہین کیونکہ گائے کا مالک ایک ایسا فریق ہے جسپر اس واقعہ کے تسلیم یا عدم تسلیم کا اثر پڑتا ہے اور اس پر اس نے یا تو کچھ حاصل کر لینا ہے اور یا گنوا دینا ہے پھر اس کے علاوہ چاند اور زمین کے درمیان ڈھائی لاکھ کوس کا فاصلہ ہو اور گائے کو تو کسی نے آج تک گھاس کی ایک گٹھری پر سے بھی کودتے نہین دیکھا اور نہ کسی زندہ یا مردہ انسان نے ہی دیکھا ہے کہ چاند تو درکنار کسی ایک گرجے پر ہی سے کوئی گائے کود گئی ہو اور اگر وہ گائے چاند پر سے کود کر بھی ...اور فی گھنٹہ سو میل اس کی رفتار ہو تو اُسے چاند تک آمد و رفت مین ۶ ماہ درکار ہونگے اور اس تمام عرصہ مین اُسے بے آب و دانہ و ہوا زندگی بسر کرنی ہوگی۔ تو اب دیکھو کہ شرط بدنے والا کس قسم کی شہادت طلب کرے گا۔

ناظرین اگر سینکڑون سائنس دان بھی آکر شہادت دلدین اور وہ حلف اُٹھا دین کہ اُنہون نے گائے کو زمین سے چاند تک جاتے اور آتے دیکھا تب بھی وہ شرط باز ہرگز یقین نہ کرے گا بلکہ اگر وہ اپنی آنکھون سے بھی گائے کو چاند پر سے کودتے دیکھے تو وہ ہرگز باور نہ کرے گا۔ کیونکہ صرف اس لئے کہ ایک گائے کے چاند پر سے کودنے کی نسبت یہ بات مان لینی بہت آسان اور قرین عقل ہے کہ وہ انسان دھوکا کھا گیا ہے یا فریب دیا گیا ہی۔ چونکہ ہم دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہین کہ علم مسمریزم اور ہپناٹیزم کے ذریعہ انسانون پر ایسے عملیات کئے جاتے ہین اور لوگون کو واقعات کے دید مین مغالطے لگتے ہین۔ لیکن آج تک کوئی گائے حقیقتاً کبھی چاند پر سے نہین کودی ایسے کرتب عقل سائنس اور انسانی تجارب کے بالکل برخلاف ہین۔ اور اگر وہ شرط باز تحقیق کی رو سے اس واقعہ کو ماننا چاہے تو ہرگز باور نہ کرے گا۔

اب اس گائے کے مقدمہ مین جو حیثیت اس شرط باز کی ہے وہی حیثیت تمام حق پرستون اور قوی الاعتقاد دلون کی معجزات کے مقابل پر ہے٭

اب ذرا اس بیان پر بھی غور کیجئے جو کہ **مسیح کے مر کر جی اُٹھنے کے قائل دیتے ہین**۔ ہم سے یہ منوایا جاتا ہے کہ قادر مطلق اور فوق الفوق خدا تعالےٰ جس نے دو کروڑ سورجون کو پیدا کیا وہ نیچے زمین پر اترا ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ صلیب پر چڑھایا گیا وہین اس کی جان نکلی ۳ دن تک قبر مین مدفون رہا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر جا بیٹھا۔ یہ تو دعوٰی ہے اب دیکھا جاتا ہی کہ اس ہیبت ناک معجزہ کے منوانے مین کس قسم کے شواہد پیش کئے جاتے ہین کیا کوئی مرد یا عورت ایسی زندہ ہے جس نے خدا تعالےٰ کو دیکھا ہو؟ کوئی نہین۔ کیا کوئی مرد یا عورت ایسا زندہ ہے جسنے مسیح کو دیکھا ہو؟ کوئی نہین۔ تو اس وقت کوئی بھی ایسا آدمی زندہ نہین ہے جو کہ کہہ سکے کہ خدا زندہ موجود ہے یا مسیح زندہ موجود ہے زیادہ سے زیادہ اُن کا یہ قول ہو سکتا ہے کہ ہمارا اعتقاد ہی کہ خدا اور مسیح زندہ موجود ہین۔

آج ۱۹۰۰ سو سال گذر گئے لیکن کسی تاریخدان نے یہ نہ بیان کیا کہ کوئی خدا بھی زمین پر دیکھنے مین آیا ہے۔

عیسائی لوگ دوسرے مذاہب کے لقائے ربانی کے اعتقادون کا انکار کرتے ہین اور دوسرے مذاہب خدا اور مسیح کی نسبت جو اعتقاد عیسائیون کے ہین اُن سے انکار کرتے ہین ہمین کوئی سبب نظر نہین آتا کہ کیون خدا کو نیچے زمین پر آنے کی پھر ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے کی اور صلیب پر جان دینے کی ضرورت پڑی۔ وہ تو ان باتون کے بغیر ہی انسانون کو اپنی ہستی منوا اور ان کو اپنا مطیع بنا سکتا تھا۔ صرف اس بات سے اُس نے یہ تصرف نوع انسان پر حاصل نہین کیا ہے دنیا کی آبادی کی ایک تہائی نے بھی عیسویت کو آج تک قبول نہین کیا اور پھر ایسے ۱ فیصدی بھی ایسے عیسائی نہین ہین جنکو سچا عیسائی اور سچا ایماندار کہا جاوے۔ ان باتون سے ظاہر ہے کہ مر کر جی اُٹھنا بالکل بے سود غیر ضروری اور ایک لغو کام اور انسانی تجارب اور سائنس کے بھی برخلاف ہی۔

اچھا تو اب وہ شہادۃ جو اس کے بارہ مین پیش کی جاتی ہے کس قسم کی ہی؟ عام خیال یہ ہے کہ ان انجیلون کو متی۔ مرقس۔ لوقا۔ اور یوحنا نے لکھا اور یہ سب مسیح کے ہمعصر تھے اور ان سب کی زندگی مین ہی انجیلین لکھین جا کر شائع ہو گئین۔ لیکن نئی عہد نامہ کے علاوہ اور کوئی ایسی شہادت نہین جس سے اتنا بھی پتہ لگے کہ ان رسولون مین سے کبھی کسی کا وجود بھی تھا اور جو کچھ کہ نئے عہد نامہ مین لکھا ہے اس کے سوا ہمین پولوس۔ پطرس۔ یوحنا۔ مرقس۔ لوقا۔ اور متی کا کچھ حال معلوم نہین اور نہ اسکے باہر ہمین کوئی اور تاریخی شہادت مسیح کی الوہیت کواری کے بچہ جننے۔ اور مسیح کے مردہ سے جی اُٹھنے اور آسمان پر چلے جانے کی ملتی ہے۔

اب ان واقعات کی رو سے قبل اس کے کہ ہمین یہ ہیبت ناک مسئلہ مردہ سے جی اُٹھنے کا منوایا جاوے کیا یہ ضروری نہین ہے کہ ان نوشتون کے صحیح اور قابل وثوق ہونے کے بارہ مین کافی شہادۃ ہمارے روبرو پیش کر دیجاوے۔ پیشتر اس کے کہ تم اس معجزہ کو ثابت کرو۔ پہلے اپنی کتاب کا تو ثبوت دو۔ فرض کرو کہ یہ مقدمہ عدالت مین ایک جج کے سامنے پیش ہوتا تو اب ہم غور کرین کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔

٭ یہان معجزات سے مراد مسیحی معجزات ہین جسکا نمونہ اوپر بیان ہوا کہ مسیح مردہ ہو کر زندہ ہو کر آسمان پر جا بیٹھا وغیرہ وغیرہ نہ کہ وہ معجزات جو کہ عقل نقل اور سائنس اور انسانی تجارب سے بھی معجزہ کہلاتے ہین اور جنکو قرآن نے صداقت اسلام کے شواہد اور دلائل مین پیش کیا ہے۔

٭ صاحب مضمون کو حضرۃ اقدس کے دعاوی سے لاعلمی معلوم ہوتی ہے

رجسٹرڈ ایل ۲۸۸

ان نوشتون کی طرف سے ایک وکیل پیش ہوکر بیان کرتا ہو

وکیل ۔ جناب عالی پولوس نے یہ بیان کیا ہے کہ خود اس نے اور دوسرون نے معجزات دکھلائے +

جج ۔ کیا تمہارا ارادہ پولوس کو طلب کرانے کا ہے ۔

وکیل ۔ نہیں حضور وہ تو مر گیا ہوا ہے ۔

جج ۔ کیا اُس نے کوئی حلفی بیان اس کے متعلق دیا ہے ۔

وکیل ۔ نہیں جناب حلفی بیان تو نہیں لیکن اس کے کچھ خطوط اندنون شائع ہوئے ہیں اور مین ان کو شامل مسل کرانا چاہتا ہون ۔

جج ۔ کیا ان خطوط پر اس کا حلفی بیان ہے +

وکیل ۔ نہیں ۔ **جج** کیا ان پر اس کے دستخط ہیں ۔ **وکیل** ۔ نہیں ۔ **جج** ۔ کیا وہ پولوس کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں ۔ **وکیل** ۔ نہیں جناب وہ صرف نقول ہیں اور اصلی خط گم ہوگئے ہیں ۔ **جج** ۔ اچھا پولوس کون آدمی تھا ۔ **وکیل** ۔ وہ غیر یہود اقوام کا رسول تھا ۔ **جج** تو کیا تم اسے طلب کرنا چاہتے ہو ۔ **وکیل** ۔ نہیں جناب وہ تو .... زندہ نہیں ہے ۔ **جج** ۔ تمہارے اس فرضی گواہ پولوس کو فوت ہوئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ۔ **وکیل** ابھی اُسے دو ہزار برس نہیں ہوئے ۔ **جج** ۔ دو ہزار برس کا مردہ ۔ کیا تم ایسی شہادت پیش کر سکتے ہو جس سے ثابت ہو کہ اس کا وجود کبھی بھی صفحہ ہستی پر تھا ۔ **وکیل** ۔ صرف واقعات اور قرائن سے کچھ معلوم ہو سکتا ہے ۔

جج ۔ مین ایک ایسے گواہ کے بیانات پڑھنے کی ہرگز تم کو اجازت نہیں دیتا جو کہ قریب دو ہزار برس سے مردہ مانا جاتا ہے اور نہ اس کی نامزدہ چھٹیون کو بطور شہادت کے قبول کرتا ہون ۔ **وکیل** ۔ حضور اب مین یہ ظاہر کرانا چاہتا ہون کہ مسیح کو مردہ سے جی اُٹھتے ہوئے مریم مگدلینی اور ایک رومی سپاہی نے دیکھا ۔ **جج** ۔ اس سپاہی کا نام کیا ہے ۔ **وکیل** مجھے اسکے نام کا علم نہیں ۔ **جج** ۔ اچھا اس کو بلاؤ ۔ **وکیل** ۔ جناب وہ تو مر گیا ہوا ہے ۔ **جج** ۔ کوئی اُس قسم کا بیان یا اظہار ۔ **وکیل** ۔ کوئی نہیں ۔ **جج** ۔ اُس کی گواہی کو خارج کرو ۔ اور مریم مگدلینی کو طلب کرو ۔ **وکیل** ۔ وہ بھی مردہ ہے ۔ لیکن مین دکھاؤنگا کہ اُس نے مسیح کے حواریون کو کہا کہ ۔

جج ۔ جو کچھ اُس نے حواریون کو کہا وہ کوئی شہادت نہیں ہے ۔ **وکیل** ۔ بہت اچھا حضور ۔ اب مین متی ۔ مرقس ۔ لوقا اور جان وغیرہ کے بیانات پیش کرتا ہون ۔ **جج** ۔ ان لوگون کا اصل نام کیا کیا ہیں ۔ **وکیل** ۔ مجھے ان کا مطلق علم نہیں ہے ۔ **جج** ۔ کیا تحقیق کر کے بتلاؤ گے ۔ **وکیل** متی بیان کرتا ہے کہ

جج ۔ کیا متی کو طلب کرنا چاہتے ہو ۔ **وکیل** نہیں جناب وہ تو مر گیا ہوا ہے ۔ **جج** ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے جی اُٹھنے کو ثابت کرنے کے لئے خود تم کو بھی مر کر جی اُٹھنا پڑے گا ۔ کیا ۔ مرقس اور لوقا بھی مر گئے ہوئے ہیں ۔ **وکیل** ۔ ہان جناب ۔ **جج** ۔ وہ کون تھے ۔ **وکیل** مجھے اس کا علم نہیں ۔ **جج** ۔ ان کے جن بیانات کا تم حوالہ دینا چاہتے ہو کیا وہ ان کے اپنے دستخطی ہیں ۔

وکیل ۔ انھون نے خود تو ان کو نہیں لکھا اور نہ یہ ان کے اپنے بیانات ہیں بلکہ اُن کے بیانات کے مطابق کسی کے بیانات ہیں ۔ اور در حقیقت یہ تمام بیانات ترجمون کی نقلون کے ترجمہ کی نقلیں ہیں ۔ **جج** ۔ ایسی سنی سنائی شہادت کو کس نے نقل کیا اور پھر بعد ازان کس نے ترجمہ در ترجمہ اور نقل در نقل کیا ۔ **وکیل** ۔ مجھے علم نہیں ۔ **جج** کیا ان نقلون کی اصل مصنفون نے نظر ثانی کی اور ان کو دیکھا اور پروف کو صحیح کیا + **وکیل** ۔ مجھے اس کا علم نہیں ۔ **جج** ۔ کیون تم کو کسی بات کا بھی علم نہیں ہے ۔ **وکیل** ۔ کیونکہ کوئی شہادۃ اس امر کی نہیں ملتی کہ قبل اس کے کہ مصنف مر گئے ہون ان کاغذات کا کسی نے نام بھی سنا ہو + **جج** ۔ ایسا مقدمہ آجتک میری سماعت میں نہیں آیا اور مین ان کاغذات کا حوالہ دینے کی ہرگز آپکو اجازت نہیں دیتا اور نہ یہ کسی قسم کی شہادت ہے ۔ کیا کوئی شہادۃ ہے ۔ **وکیل** نہیں جناب ۔

اس کے بعد مسٹر بلاچفورڈ فرماتے ہیں کہ ارکڈیکن نے جو شہادت مسیح کے جی اُٹھنے کی دی تھی قانونی طور پر اس کی یہ حقیقت ہے جو اوپر دکھلائی ہے اور جس شخص کو شہادتون کے وزن کرنے کا تھوڑا سا ملکہ بھی ہوگا تو وہ اس بارہ مین دیکھ لیگا کہ

اول تو کوئی بیرونی شہادت اس کے بارے مین مطلق نہیں ہے جو کچھ ہے وہ عہد نامہ مین ہے جو کہ صرف عیسائیون کے نزدیک ایک مستند کتاب ہے ۔ دوسرے کوئی بھی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ انجیلین کسی نے لکھی جاتی دیکھی ہون ۔ تیسرے یہ کہ پولوس کی شہادت بھی کوئی عینی شہادت نہیں ۔ چوتھے یہ کہ اگرچہ اس امر کی کچھ شہادت ہے کہ بعض انجیلون کا پتہ اول صدی مین ہی لگ گیا تھا ۔ لیکن اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ موجودہ مروجہ انجیلون کا اس وقت کوئی وجود نہ تھا پانچوین اگر ہم یہ مان بھی لیوین کہ موجودہ انجیلون اور پولوس کے خطوط اصل مسودہ کو ان لوگون نے ترتیب دی جنہون نے مسیح کو دیکھا اور یہ آدمی بڑے دیانت دار اور قابل اعتبار بھی ہون تو بھی یہ اطمینان کیسے حاصل ہو سکتا ہے کہ جو کچھ انہون نے اُس وقت لکھا تھا وہی بلا کسی تغیر و تبدل کے ہم تک پہنچا ہے +

نظم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

از منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی

الٰہی مین اک بندۂ پر خطا ہون ۔ گنا ہون مین اپنے سدا مبتلا ہون

تیری یاد کو ہم نے دل سے بھلایا ۔ کیا ظلم جانون پہ اپنے خدایا

نہ کی تو نے گر دستگیری ہماری ۔ تو ڈوبے گی طوفان مین کشتی ہماری

الٰہی تو کر ناصر دین کی نصرت ۔ ذلیل اسکو رکھ جس سے ہو دین کی ذلت

تبہ شرک و بدعت کا کر کارخانہ ۔ دکھا خاتم الانبیا کا زمانہ

تو کر دین حق سارے دینون پہ غالب ۔ ہون اخلاص مین سب کے سب حق کے طالب

دلون کو منور کرے تیری ہستی ۔ ہو دنیا سے نابود باطل پرستی

جدہر دیکھیں آوین نظر سب موحد ۔ موحد بھی اخلاصمند اور مجاہد

مٹا سارے مردہ پرستی کے فتنے ۔ رہ دین احمد مین حائل ہین جتنے

تیرا شکر کیونکر ادا ہو خدایا ۔ ہمین اپنی رحمت سے یہ دن دکھایا

مسیح زمان اور مہدی دوران ۔ رہے منتظر جس کے لاکھون ہی انسان

رسول خدا نے سلام اسکو بھیجا ۔ بتائے ہمین پھر نشان اسکو صدہا

احادیث مین اسکا حلیہ لکھا ہے ۔ وہ عیسیٰ جدا اور یہ عیسیٰ جدا ہے

وہ عیسیٰ خلیفہ تھا موسیٰ کا یارو ۔ یہ عیسیٰ محمدؐ کا خادم ہے پیارو

خدا جسکی قرآن مین دیوے شہادۃ ۔ احادیث مین درج ہے جسکی بابت

گواہ جس کے ملہم من اللہ بھی ہو وین ۔ کئی صاحب کشف و رؤیا بھی ہو وین

شہادت پہ جسکے زمین آسمان ہو ۔ گواہ ہو نمین شمس و قمر کا بیان ہو

نشان کیا ملنا ہو قحط اور وبا سے ۔ نہین مخفی لوگون پہ طاعون کے حملے

ستارہ بھی دمدار موقعہ پہ نکلا ۔ ادہر حج کے بند ہونیکو دیکھا

زمانہ کی حالت کا بھی اقتضا ہے ۔ پتہ ذرہ ذرہ نے اس کا دیا ہے

غرض عین موقع پہ آیا ہے مہدی ۔ ہزارون نشان ساتھ لایا ہے مہدی

وجود اس کا خود حجۃ اللہ ہے یارو ۔ یقین گر نہین ہے تو آپ آزمالو

اسے دیتے ہو کس لئے گالیان تم ۔ کچھ اپنا ہی کرتے ہو بیار و زیان تم

خدا جانے اس نے برا کیا کیا ہے ۔ جہان بھر مین دین کا ڈھنڈورا دیا ہے

ہمین تین باتون کا کرنا سدا ہے ۔ ہزارون طرح سے عیان کر چکا ہے

۱ ہے اول کہ اسلام مذہب ہے اصلی ۔ مطابق ہے فطرۃ کے باقی ہین نقلی

خدا کی طرف سے یہ پیغام سن لو ۔ ہے اس مین ہمیشہ کا آرام سن لو

ہے اسلام ہی سچا اور زندہ مذہب ۔ سوا اس کے جھوٹے ہین اور مردہ مذہب

تحدی سے کہتا ہے ساری جہان کو ۔ بڑا موقع ہے یارو آج آزمالو

۲ دوئم مصطفےٰ کی رسالت کو مانو ۔ شفیع اسکو مخلوق و خالق مین جانو

محمدؐ کا ثانی ہوا ہے نہ ہوگا ۔ نہ آدم نہ نوح اور نہ موسیٰ نہ عیسیٰ

شفیع الورا خاتم الانبیا ہے ۔ خدا کی طرف سے شہ دوسرا ہے

خدا کے سوا سب سے رتبے مین اعلیٰ ۔ جہان [illegible] خادم وہ ہے سبکا آقا

انوار الاسلام پریس قادیان دار الامان مین منشی محمد افضل کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔